محمد وسیم اختر مفتی

حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۱۸)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت علی کی علمی آرا

حضرت علی قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ جملہ دینی علوم کا دریا تھے۔ کلام الٰہی سے خاص شغف تھا۔ کسی آیت کا کوئی پہلو نظر سے مخفی نہ تھا۔ نزولی ترتیب پر مشتمل قرآن مجید کا ایک نسخہ ان سے منسوب ہے (فہرست ابن ندیم ۳۰)۔

مصحف قرآنی کی زیادہ تر کتابت حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت نے کی، حضرت علی بھی کاتبین وحی میں شامل تھے، یہ فریضہ انجام دینے والے دیگر اصحاب حضرت عثمان بن عفان، حضرت خالد بن سعید، حضرت ابان بن سعید، حضرت علا بن حضرمی، حضرت معاویہ اور حضرت حنظلہ اسیدی ہیں۔

حضرت علی کو سماع حدیث کا خوب موقع ملا۔ ان سے مروی احادیث کی تعداد پانچ سو چھیاسی ہے۔ فرماتے ہیں: جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ارشاد سنتا ہوں تو اللہ اس سے جو نفع پہنچانا چاہتا ہے، پہنچاتا ہے۔ اور جب میں آپ کے کسی صحابی سے حدیث سنتا ہوں تو اس سے حلف لیتا ہوں، وہ حلف اٹھا لے تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں (ابوداؤد، رقم ۱۵۲۱۔ ابن ماجہ، رقم ۱۳۹۵۔ احمد، رقم ۲)۔

کہا جاتا ہے کہ ابوالاسود دوئلی (ظالم بن عمرو) نے علم نحو حضرت علی سے سیکھا۔ انھوں ہی نے اس کو بتایا، کلام کی تین قسمیں ہیں: اسم، فعل اور حرف۔ وہ جنگ جمل میں ان کے ساتھ تھا۔

ابن کوا نے حضرت علی سے پوچھا: امیر المومنین، یہ چاند میں داغ کیسا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: یہ ایک نشانی تھی جو مٹا دی گئی ہے۔ کیا تو قرآن نہیں پڑھتا، اللہ نے فرمایا ہے: 'وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً'، ''اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا، پھر رات کی نشانی کو مٹا دیا اور دن کی نشانی کو روشن رکھا'' (بنی اسرائیل ۱۷: ۱۲)۔ یہ وہی محو (مٹانا) ہے، (یعنی محو کے اطلاقات میں سے ایک ہے)۔

حضرت علی نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: آپ نے فرمایا ہے کہ خنس سورج اور چاند کے ساتھ چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خنس کی قسم کھائی ہے۔ بتائیں کہ خنس ہے کیا؟ آپ نے فرمایا: علی، یہ برجیس، زحل، عطارد، بہرام اور زہرہ پانچ ستارے ہیں جو سورج اور چاند کی طرح گردش میں رہتے ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت علی کہتے ہیں: آدم علیہ السلام کو ہندوستان کے علاقے سرندیپ (سری لنکا) میں واقع نوذ نامی پہاڑ پر اتارا گیا، جب کہ حواجدہ میں اتریں۔ مزید فرماتے ہیں: دنیا کی سب سے اچھی آب و ہوا والی سرزمین ہندوستان ہے جہاں آدم علیہ السلام کو اتارا گیا۔

حضرت علی کہتے ہیں: ہابیل و قابیل، آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے تھے۔ جب ہابیل قابیل کے ہاتھوں قتل ہو گئے تو حضرت آدم نے یہ اشعار پڑھے:

تغيرت البلاد ومن عليها
فوجه الأرض مغبرّ قبيح

''زمین اور اس پر آباد دنیا بدل گئی ہے۔ روے زمین غبار آلودہ اور بدنما ہو گیا ہے۔''

تغير كل ذي طعم و لون
وقل بشاشة الوجه المليح

''ہر ذائقے والی اور رنگ دار شے متغیر ہو گئی ہے، خوب صورت چہرے کی مسکراہٹ جاتی رہی ہے۔''

حضرت علی نے ایک یہودی کو ایک مسلمان سے بحث کرتے دیکھا تو کہا: اسے چھوڑو اور جو پوچھنا ہے، مجھ سے پوچھو۔ اس نے کہا: آپ تو بڑے عالم ہیں۔ فرمایا: کسی عالم سے پوچھو گے تو زیادہ فائدہ ہو گا۔ سعید بن مسیب

کہتے ہیں: علی کے علاوہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ مجھ سے پوچھو۔

حضرت علی کے عہد خلافت پر ایک نظر

کچھ کمیاں

حضرت علی کا پورا عہد خانہ جنگی اور اندرونی جھگڑوں میں بسر ہوا، اس لیے کوئی تعمیری کام ہوا، نہ سیستان اور کابل کے سوا بیرونی فتوحات کا سلسلہ جاری رہ سکا۔ عہد رسالت سے قرب کی وجہ سے خلافت صدیقی میں اسلامی روح زندہ تھی۔ حضرت ابوبکر صحابہ کے مشورے سے امور سلطنت انجام دیتے تھے، غیر عرب عنصر کا کوئی دخل نہ تھا۔ حضرت عمر کے دور خلافت میں یہی صورت حال برقرار تھی، اس لیے نظام حکومت میں کوئی خلل نہ آیا، البتہ حضرت عثمان کے زمانے میں حالات بدلنے لگے۔ کئی اکابر صحابہ دنیا سے اٹھ گئے اور نئی پود سامنے آگئی۔ اموی نوجوان نظام حکومت کو خلافت راشدہ کی شاہ راہ سے ہٹانے کے درپے ہو گئے۔ حضرت علی کے دور میں عجمی اثرات کا نفوذ بڑھنے لگا۔ نو مسلم عجمیوں کو حضرت علی کیا، اسلام سے بھی کوئی ہم دردی نہ تھی۔ وہ محبت اہل بیت کی آڑ میں مسلمانوں سے اپنی قومی تباہی کا انتقام لینا چاہتے تھے، دیر سے اسلام قبول کرنے والے کئی عرب بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ حضرت ابوبکر کا مقابلہ مرتدین، مدعیان نبوت اور منکرین زکوٰۃ سے تھا، مسلمانوں کا بچہ بچہ ان کے ساتھ متحد تھا، جب کہ حضرت علی کو حضرت معاویہ اور ام المومنین حضرت عائشہ کا سامنا تھا۔ اہل ایمان اس باب میں متردد ہو گئے، نتیجہ یہ ہوا کہ اصحاب رسول تقسیم ہو کر باہم برسرپیکار ہو گئے۔

حضرت علی میں حضرت ابوبکر جیسا تحمل تھا، نہ حضرت عمر جیسا دبدبہ۔ وہ مصلحت اندیشی کو بالکل راہ نہ دیتے تھے۔ جس تقویٰ اور عدل کے ساتھ وہ حکمرانی کرنا چاہتے تھے، لوگ اسے برداشت کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکے تھے۔ حضرت علی بیت المال کا ایک حبہ بھی بے جا صرف نہ ہونے دیتے تھے۔ کوڑی کوڑی کا حساب لینے کی وجہ سے ان کے اعزہ بھی ان سے کبیدہ خاطر ہو گئے تھے، جب کہ آپ کے حریف حضرت معاویہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے خزانے کا منہ کھول دیتے تھے۔ ان کی داد و دہش مخالفین تک کا منہ بند کر دیتی تھی۔

حضرت علی کے کئی فیصلے سیاسی اعتبار سے غلط ثابت ہوئے۔ انھوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس کا مشورہ رد کرتے ہوئے حضرت معاویہ کو معزول کیا اور پھر کچھ نوجوانوں کے کہے میں آ کر مدبر گورنر مصر حضرت قیس بن سعد کو ہٹا دیا۔

عہد مرتضوی کی ایک بڑی کم زوری یہ تھی کہ حضرت علی کے کئی اصحاب اور جرنیل کوتاہ ہمت تھے۔ انھیں

اپنے ساتھ چلانے کے لیے حضرت علی کو بہت زور لگانا پڑتا تھا۔ایک بار انھوں نے بد دعا دی: اللہ، جس طرح ان لوگوں نے میرے ساتھ خیانت و بے وفائی کی تو ان پر بنو ثقیف کا ایک ظالم نوجوان مسلط کر دے جو ان کا سبزہ چر جائے، ان کی پوشاکیں چھین لے اور ان میں جاہلی فرمان جاری کرے۔ حسن بصری کہتے ہیں: آج کل حجاج یہی کچھ کر رہا ہے۔

حضرت علی نے مدینہ منورہ کی جگہ کوفہ کو دار الخلافہ بنایا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے اعتراض کیا تو فرمایا: وہاں مال اور آدمی ہیں۔

حضرت علی کی کامیابیاں

حضرت علی نے نظام خلافت کا احیا کرنے اور شیخین ابو بکر و عمر کا دور زندہ کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے حضرت عمر کے جاری کردہ نظم و نسق کو ممکن حد تک بحال کیا۔ نجران کے عیسائیوں نے دوبارہ حجاز میں بسنے کی درخواست کی تو فرمایا: عمر سے زیادہ صائب الرائے کون ہو سکتا ہے؟ انھوں نے حضرت عمر کی طرح اہل حرفہ (کاریگروں) پر ٹیکس عائد کیا۔ حضرت علی نے مجاہدین کے نومولودوں کے لیے حضرت عمر کے جاری کردہ وظائف کو برقرار رکھا۔ ابن حزم کہتے ہیں: حضرت علی نے خلفاے ثلاثہ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے کسی حکم کو تبدیل کیا، نہ ان کے معاہدوں کو باطل قرار دیا (الفصل فی الملل والاھواء والنحل)۔

حضرت علی نے وظائف کی رقوم یکساں کیں۔

حضرت علی کی سرکاری مہر پر 'اللہ الملک' کندہ تھا، کبھی کبھی 'محمد رسول اللہ' عبارت والی مہر بھی استعمال کر لیتے۔

مسلمانوں کے باہم برسرپیکار ہونے کی وجہ سے حضرت علی کے عہد میں قانون بین الملل (international law) کی ذیلی قسم قانون بین المسلمین وجود میں آئی۔

حضرت علی نے ایک اہم عدالتی اصلاح یہ کی کہ ایک گواہ دوسرے گواہ کا بیان سن نہ پاتا تھا۔ اس طرح جھوٹے گواہ کی حوصلہ شکنی ہوئی، کیونکہ وہ دوسرے گواہوں کے بیانات سن کر ایک نیا بیان گھڑ لیتا تھا۔

حضرت علی نے حسب ضرورت چھاؤنیاں قائم کیں۔ اصطخر کا قلعہ انھی کے دور میں تعمیر ہوا۔

حضرت علی کے عمال

حضرت عبداللہ بن عباس پہلے یمن، پھر بصرہ کے عامل رہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ حضرت علی کی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وفات تک اس منصب پر فائز رہے۔ تمام صدقات اور لشکروں کا انتظام بھی ان کے سپرد تھا۔ بصرہ کا منصب قضا ابوالاسود دوئلی کے پاس تھا۔ حضرت عبید اللہ بن عباس بحرین اور اس کے قرب و جوار پر مامور تھے۔ طائف، مکہ اور قرب و جوار کا علاقہ حضرت قثم بن عباس کی عمل داری میں تھا۔ زیاد بن ابیہ فارس کے گورنر رہے۔ حضرت ابوایوب انصاری (یا حضرت سہل بن حنیف) مدینہ کے عامل تھے۔ حضرت علی نے شریح بن حارث کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا، پھر معزول کر دیا۔ اقتدار حضرت معاویہ کے پاس آیا تو انھوں نے شریح کو بحال کر دیا۔ وہ اس منصب پر ستر سال، اپنی وفات تک فائز رہے۔

عمال کو ہدایات

حضرت علی محاصل و خراج کی آمدنی کا سختی سے حساب کرتے تھے۔ حضرت یزید بن قیس ارحبی نے خراج بھیجنے میں تاخیر کی تو ان کا مواخذہ کیا۔ عراق کے حکام کی تحقیقات کے لیے حضرت کعب بن مالک کو بھیجا۔ حضرت نعمان بن عجلان کے بارے میں خبر ملی کہ انھوں نے خراج کا مال صحیح مصرف پر خرچ نہیں کیا تو انھیں سخت تنبیہ کی۔ حضرت علی یہ حکم دیتے تھے کہ جن زمینوں کا خراج حاصل کر رہے ہو، ان کی آبادی اور شادابی کی کوشش بھی کرو۔

ایک عامل کو ہدایات لکھیں: خراج کی وصولی میں اپنی طرف سے کوئی رعایت یا معافی نہ کرنا۔ لوگ اس معاملے میں تمھاری طرف سے کم زوری نہ پائیں۔ لوگوں کے گرمی، سردی کے لباس، ان کی خوراک اور بار برداری کے جانور ہرگز نہ بیچنا۔ خراج وصول کرنے کے لیے درے نہ لگانا، وصولی کے لیے کسی دوسرے شخص کو مسلط نہ کرنا۔ اسے تنبیہ کی کہ اگر میری ہدایات کی خلاف ورزی کی تو میں تمھیں معزول کر دوں گا۔ اس نے جواب دیا: ان پر عمل کرنے کی صورت میں تو میں خالی ہاتھ لوٹ آؤں گا۔ حضرت علی نے فرمایا: اگرچہ تو خالی ہاتھ لوٹے تمھیں ان پر عمل کرنا ہو گا۔ تاہم عامل کہتا ہے: مجھے (اپنی توقع کے برعکس) پورا پورا خراج موصول ہوا (کتاب امام ابو یوسف، الخراج ۱۶۔ یحییٰ بن آدم، رقم ۲۳۴)۔

بنو اسد کے عامل ضبیعہ بن زہیر نے فرائض کی انجام دہی کے دوران میں ملنے والے چند ہدیے حضرت علی کو پیش کیے اور پوچھا: اگر یہ میرے لیے حلال ہوں تو میں استعمال کر لوں؟ حضرت علی نے فرمایا: اگر تم یہ چیزیں نہ دیتے تو یہ غلول (خیانت) کے حکم میں آجاتیں (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۲۳۹۶)۔

حضرت علی نے اپنے عمال کی اخلاقی نگرانی بھی کی۔ والی اصطخر منذر بن جارود کے متعلق علم ہوا کہ وہ اپنے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

فرائض چھوڑ کر سیر و شکار کو نکل جاتے ہیں تو انھیں برطرف کر دیا۔ بخورات اور روغنیات کا استعمال کرنے پر ایک عامل کو تہدید کا خط لکھا۔

عدل و مساوات

دو عورتیں مالی اعانت کے لیے حضرت علی کے پاس آئیں، ایک عرب (حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے) اور دوسری اس کی لونڈی (حضرت اسحٰق کی نسل میں سے) تھی۔ حضرت علی نے دونوں کو برابر، ایک کُرّ (حجازی پیمانے کے اعتبار سے چالیس من بیس سیر یا ساڑھے پندرہ سو کلو سے کچھ اوپر) غلہ اور چالیس درہم دینے کا حکم دیا۔ خادمہ تو جو ملا، لے کر چلی گئی، لیکن عرب عورت نے اعتراض کیا: امیر المومنین، آپ نے ہم دونوں کو ایک ہی مقدار میں غلہ اور نقدی عنایت کی ہے۔ حضرت علی نے جواب دیا: میں نے اللہ کی کتاب میں غور کیا ہے، اس مسئلہ میں اولاد اسمٰعیل کو اولاد اسحٰق پر کوئی فوقیت نہیں (السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۲۹۹۰)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت علی نے ایک نصرانی کو زرہ فروخت کرتے دیکھا تو فرمایا: یہ میری زرہ ہے، میں نے نہ بیچی نہ ہبہ کی۔ نصرانی نہ مانا اور کہا: مسلمانوں کے قاضی کے پاس چل کر فیصلہ کر لیتے ہیں۔ چنانچہ مقدمہ مشہور قاضی شریح کے پاس پیش ہوا۔ عیسائی نے کہا: میں امیر المومنین کو جھٹلاتا تو نہیں، لیکن یہ زرہ میری ہے۔ قاضی نے حضرت علی سے گواہی مانگی تو حضرت علی ہنس پڑے اور کہا: میرے پاس کوئی گواہ نہیں۔ دوسری روایت کے مطابق انھوں نے اپنے بیٹے اور اپنے غلام قنبر کی شہادتیں پیش کیں۔ قاضی شریح نے باپ کے حق میں بیٹے اور آقا کے حق میں غلام کی شہادتیں رد کرتے ہوئے نصرانی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ حضرت علی نے نہ صرف یہ کہ فیصلہ قبول کیا، بلکہ قاضی کی تنخواہ میں اضافہ بھی کر دیا۔ نصرانی نے زرہ پکڑ لی، لیکن چند قدم چلنے کے بعد لوٹ آیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ انبیا کے فیصلے ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ واللہ، یہ زرہ آپ ہی کی ہے، آپ صفین کو جا رہے تھے کہ میں نے لشکر کا پیچھا کیا اور آپ کے مٹیالے اونٹ سے زرہ نکال لی۔ حضرت علی نے کہا: تو مسلمان ہو گیا ہے تو زرہ اپنے پاس رہنے دے، پھر اسے سواری کے لیے گھوڑا بھی عنایت کر دیا۔ وہ خوارج کے خلاف جنگ میں حضرت علی کے ساتھ شریک رہا۔

جذبۂ خیر خواہی

ایک دفعہ ایک ایسے شخص کا جنازہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا جس کے ذمے قرض تھا اور اس

کے ترکہ میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے قرض اتارا جا سکتا۔ آپ نے صحابہ کو حکم دیا: اپنے ساتھی کی نماز جنازہ خود ادا کر لو۔ اس موقع پر حضرت علی نے کہا: یارسول اللہ، اس کے قرض کی ذمہ داری میں لیتا ہوں، تب آپ جنازہ پڑھانے کے لیے آگے بڑھے اور فرمایا: علی، تم نے اپنے مسلم بھائی کی گردن قرض سے آزاد کرائی ہے، اللہ روز قیامت تمھاری گردن آتش جہنم سے آزاد کرے گا (السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۱۷۳۲۔ سنن دار قطنی، رقم ۲۹۱)۔

حضرت علی بازار میں

ایک بار حضرت علی بازار میں تشریف لائے تو دو موٹی چادریں زیب تن کر رکھی تھیں، تہ بند نصف ساق سے اوپر تھا، ہاتھ میں درہ پکڑا ہوا تھا اور لوگوں سے کہہ رہے تھے: اللہ سے خوف کرو، خرید و فروخت میں راست بازی سے کام لو اور ناپ تول میں کمی بیشی نہ کرو (البدایہ والنہایہ)۔

حضرت علی بازار سے گزرتے تو لوگوں کو سلام کرتے جاتے (طبقات ابن سعد، صفۃ علی بن ابی طالب)۔

اجناس کے نرخوں اور ناپ تول کی دیکھ بھال حضرت علی خود کرتے تھے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت علی ایک بار لباس خریدنے کے لیے بازار گئے تو دکان دار سے پوچھا: تم مجھے پہچانتے ہو؟ اس کے ہاں کہنے پر آگے بڑھ گئے اور دوسرے دکان دار سے یہی سوال کیا۔ جب اس نے کہا: میں آپ کو نہیں جانتا تو اس سے قمیص کے لیے کپڑا خریدا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد تھا کہ اگر دکان دار واقف ہوا تو لباس کی صحیح قیمت لے نہ پائے گا (طبقات ابن سعد، علی بن ابی طالب)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص نصیحتیں

حضرت علی فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو وقت حاضر ہوتا تھا۔ دن کے وقت تو آپ مجھے اندر آنے کی اجازت دے دیتے۔ رات کو یا سحر کے وقت میں جا کر 'السلام علیک یا نبي اللّٰه' کہتا۔ آپ فارغ ہوتے تو اذن دے دیتے اور اگر آپ نوافل میں مشغول ہوتے تو کھنکھارتے اور میں لوٹ آتا (نسائی، رقم ۱۲۱۳-۱۲۱۴۔ ابن ماجہ، رقم ۳۷۰۸)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: میں تمھیں ایسے کلمات نہ سکھادوں جب تم ادا کرو تو تمھاری مغفرت ہو جائے، حالاں کہ تم بخشے بخشائے ہو: 'لا إلٰه إلا اللّٰه الحليم الكريم، لا إلٰه إلا اللّٰه العلي العظيم، سبحان اللّٰه رب السماوات السبع و رب العرش العظيم، الحمد للّٰه رب العالمين'، "کوئی معبود نہیں، مگر اللہ جو بردبار اور مہربان ہے، کوئی معبود نہیں، مگر اللہ جو بلند اور عظمت والا ہے، پاکی ہے

اللہ کے لیے جو سات آسمانوں کا رب اور عظیم الشان عرش کا مالک ہے، تمام ستایش اللہ کے لیے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے“(ترمذی، رقم ۳۵۰۴۔ احمد، رقم ۷۱۲۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۳۵۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۹۹۶۷۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۹۲۸)۔

ایک دن حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے کہا: کنویں سے پانی کے ڈول کھینچ کھینچ کر میرا سینہ دکھتا ہے، اللہ نے تمھارے ابا کو قیدی عطا کیے ہیں، جا کر اپنے لیے خادم لے لو۔ سیدہ فاطمہ نے کہا: واللہ، چکی پیس پیس کر میرے ہاتھوں میں بھی آبلے پڑ گئے۔ حضرت فاطمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، لیکن شرم کے مارے کہہ نہ سکیں۔ پھر حضرت علی اور حضرت فاطمہ، دونوں گئے اور یہ درخواست کی۔ آپ نے فرمایا: واللہ، تمھیں دے دوں اور اہل صفہ کو بھوکا پیٹ چھوڑ دوں، جب کہ ان پر خرچ کرنے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں۔ میں قیدیوں کو بیچ کر ان کی رقم اصحاب صفہ پر لگاؤں گا۔ دونوں واپس آگئے تو آپ رات کے وقت ان کے پاس تشریف لائے۔ دونوں چادر اوڑھ کر پڑے تھے۔ آپ کو دیکھ کر اٹھنے لگے تو منع کیا اور فرمایا: میں تمھاری فرمایش سے بہتر کلمات نہ بتا دوں جو مجھے جبریل نے سکھائے ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ ’سبحان اللّٰہ‘، دس مرتبہ ’الحمد للّٰہ‘ اور دس مرتبہ ’اللّٰہ أکبر‘ پڑھو اور جب سونے کے لیے بستر میں داخل ہو تو تینتیس بار ’سبحان اللّٰہ‘، تینتیس بار ’الحمد للّٰہ‘ اور چونتیس بار ’اللّٰہ أکبر‘ کہہ لو۔ حضرت علی کہتے ہیں: بخدا، جب سے آپ نے مجھے یہ کلمات تلقین کیے ہیں، میں نے نہیں چھوڑے۔ ابن کوا نے پوچھا: اور صفین کی رات؟ کہا: ہاں صفین کی رات بھی نہیں چھوڑے (احمد، رقم ۸۳۸۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۹۸۷۳۔ مسند بزار، رقم ۷۵۷۔ طبقات ابن سعد، ذکر فاطمہ)۔

حضرت علی فرماتے ہیں: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیدر دومہ کا تحفے میں دیا ہوا ریشمی دھاریوں والا (mixed) جوڑا مجھے دیا جو میں نے پہن لیا۔ جب آپ کے چہرۂ مبارک پر غصے کے آثار دیکھے تو اسے پھاڑ کر گھر کی عورتوں (حضرت فاطمہ اور ان کی پھوپھی) میں بانٹ دیا (بخاری، رقم ۲۶۱۴۔ مسلم، رقم ۵۴۲۰۔ ابوداؤد، رقم ۴۰۴۳۔ نسائی، رقم ۵۳۰۰۔ احمد، رقم ۱۱۵۴)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قیمتی جوڑا ہدیہ کیا گیا جس کے تانے یا بانے میں ریشم کی آمیزش کی گئی تھی۔ آپ نے یہ حضرت علی کو بھیج دیا۔ انھوں نے سوال کیا: یا رسول اللہ، میں اس کا کیا کروں؟ کیا پہن لوں؟ فرمایا: نہیں، بلکہ اسے فاطماؤں میں اوڑھنیاں بنانے کے لیے بانٹ دو (ابن ماجہ، رقم ۳۵۹۶۔ مسند ابو یعلیٰ، رقم ۴۳۷)۔

حضرت علی فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ان دو انگلیوں، سبابہ اور وسطیٰ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

(index & middle fingers) میں انگوٹھی پہنوں، مصر سے آنے والے خانہ دار قسی کپڑے پہنوں اور کجاوے پر ڈالے جانے والے ارغوانی زین پوشوں پر بیٹھوں (مسلم، رقم ۵۴۹۰۔ ابوداؤد، رقم ۴۲۲۵۔ ترمذی، رقم ۲۶۴، ۱۷۸۶۔ نسائی، رقم ۱۰۴۳۔ احمد، رقم ۱۱۲۴)۔ ترمذی اور نسائی کی روایتوں میں سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی: علی، (عورت پر) ایک بار نگاہ پڑنے کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو، اس لیے کہ (اچانک پڑ جانے کی وجہ سے) پہلی نظر تو قابل معافی ہے، جب کہ (جان بوجھ کر) دوسری نظر ڈالنا قابل مواخذہ ہے (ابوداؤد، رقم ۲۱۴۹۔ ترمذی، رقم ۲۷۷۷۔ مستدرک حاکم، رقم ۲۷۸۸۔ احمد، رقم ۱۳۶۹۔ مسند بزار، رقم ۷۰۱)۔

حضرت علی نے اجازت چاہی: یارسول اللہ، اگر آپ کے بعد میرا بیٹا ہو تو کیا میں اس کا نام محمد اور آپ والی کنیت ابوالقاسم رکھ لوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، حضرت علی کہتے ہیں: یہ میرے لیے رخصت تھی (ابوداؤد، رقم ۴۹۶۷۔ ترمذی، رقم ۲۸۴۳۔ احمد، رقم ۷۳۰۔ مسند ابویعلیٰ، رقم ۳۰۳)۔ کیونکہ آپ کا واضح ارشاد تھا کہ کوئی آپ کے نام اور کنیت کو جمع کر کے اپنے بیٹے کا نام محمد ابوالقاسم نہ رکھے (ترمذی، رقم ۲۸۴۱)۔

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے، لیکن اندر داخل نہ ہوئے۔ حضرت علی کو پتا چلا تو آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: میں نے گھر کے دروازے پر رنگین نقش ونگار والا پردہ لٹکا دیکھا تھا۔ حضرت فاطمہ نے کہا: آپ اس بارے میں حکم فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: فلاں شخص کو بھیج دو، ان کے گھر میں ضرورت ہے (بخاری، رقم ۲۶۱۳۔ ابوداؤد، رقم ۴۱۴۹۔ احمد، رقم ۴۷۲۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۵۵۱۵)۔ دوسری روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت فاطمہ اور حضرت علی کے ساتھ کسی اور شخص کے گھر جانے کا ذکر ہے۔ آپ نے وہاں منقش رنگین (یا باریک) پردہ لٹکا دیکھا تو لوٹ آئے اور فرمایا: مجھے یا کسی نبی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ آرایش و زیبایش والے گھر میں داخل ہو (ابوداؤد، رقم ۳۷۵۵۔ ابن ماجہ، رقم ۳۳۶۰۔ احمد، رقم ۲۱۹۲۲)۔

حضرت علی نے حضرت فاطمہ کی زندگی میں ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر خطاب فرمایا: فاطمہ، میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے، مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی اسے تکلیف دے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اپنے دین میں کسی فتنہ (جلاپا یا حسد) میں نہ پڑ جائے... میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرتا، لیکن اللہ کی قسم، رسول اللہ کی بیٹی اور دشمن خدا (ابوجہل) کی بیٹی ایک گھر میں کبھی جمع نہ ہوں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

گی (بخاری، رقم ۳۱۱۰، ۳۷۲۹، ۳۷۶۷۔ مسلم، رقم ۶۳۰۹۔ ابوداؤد، رقم ۲۰۶۹۔ احمد، رقم ۱۶۱۲۳)۔ دوسری روایت میں ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر ایستادہ ہو کر فرمایا: ہشام بن مغیرہ کے پوتوں (ابو جہل کے بیٹوں) نے مجھ سے اجازت مانگی ہے کہ وہ اپنی بیٹی علی سے بیاہنا چاہتے ہیں۔ میں اجازت نہ دوں گا، میں اجازت نہ دوں گا، میں اجازت نہ دوں گا، ہاں ابو طالب کا بیٹا اگر چاہتا ہے تو میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی بیٹی سے نکاح کر لے (بخاری، رقم ۵۲۳۰۔ مسلم، رقم ۶۳۰۷۔ ابوداؤد، رقم ۲۰۷۱۔ ترمذی، رقم ۳۸۶۷۔ ابن ماجہ، رقم ۱۹۹۸)۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی حضرت منذر بنت قیس انصاریہ کے گھر گئے جہاں انگوروں کے خوشے لٹک رہے تھے۔ آپ کھڑے ہو کر کھانے لگے۔ حضرت علی بھی آگے بڑھے تو آپ نے منع کر دیا اور فرمایا: تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو۔ حضرت منذر جو اور چقندر ربنا کر لائیں تو آپ نے فرمایا: یہ کھاؤ، یہ تمھارے لیے مفید ہے (ابوداؤد، رقم ۳۸۵۶۔ ترمذی، رقم ۲۰۳۷۔ ابن ماجہ، رقم ۳۴۴۲۔ احمد، رقم ۲۷۰۵۱)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو دو غلام بھائی ہدیہ کیے۔ انھوں نے ان میں سے ایک بیچ دیا۔ آپ کو پتا چلا تو اسے فوراً واپس لانے کا حکم دیا اور فرمایا: دونوں کو ایک ساتھ بیچو یا دونوں کو پاس رکھو (ترمذی، رقم ۱۲۸۴۔ ابن ماجہ، رقم ۲۲۴۹۔ احمد، رقم ۷۶۰۔ مسند بزار، رقم ۶۲۴)۔

حضرت علی نے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے ایک خادم عنایت کریں۔ آپ نے فرمایا: گھر میں تین ہیں، ایک تم لے لو۔ حضرت علی نے کہا: آپ خود ہی چن کر دے دیں۔ آپ نے ایک غلام دیا اور نصیحت فرمائی: اسے مت مارنا، میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور ہمیں نمازیوں کو پیٹنے سے منع کیا گیا ہے (احمد، رقم ۲۲۱۵۴۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۸۱۰۰)۔

حضرت حسن کو نصیحت

حضرت علی نے فرمایا: بیٹے، کسی ملنے والے کی تحقیر نہ کرنا، تجھ سے بڑا ہو تو اپنے باپ کی جگہ شمار کرنا، ہم عمر ہو تو بھائی سمجھنا اور اگر چھوٹا ہو تو بیٹے کی طرح برتاؤ کرنا۔

حرمت خمر

حرمت شراب کا حکم نازل ہونے سے ایک انصاری صحابی نے حضرت علی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی دعوت کی اور انھیں شراب پلا دی۔ حضرت علی مغرب کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے اور سورۂ کافرون کی تلاوت شروع کی۔ انھوں نے آیات کو خلط ملط کر دیا تو حکم ربانی نازل ہوا: 'یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا

الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ'، ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نشے کے حال میں نماز کے پاس نہ جایا کرو، یہاں تک کہ تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو'' (النساء ۴: ۴۳۔ ابوداؤد، رقم ۳۶۷۱)۔

اصحاب رسول کی شکررنجیاں

جب افک عائشہ کا واقعہ ہوا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ اور حضرت علی سے مشورہ کیا۔ حضرت اسامہ نے کہا، وہ آپ کی اہلیہ ہیں، ہم تو ان کی بھلائی ہی جانتے ہیں۔ حضرت علی نے کہا: یا رسول اللہ، اللہ نے آپ پر تنگی نہیں کی۔ عائشہ کے علاوہ بھی بے شمار عورتیں ہیں۔ آپ ان کی باندی بریرہ سے پوچھیں، وہ سچ بتا دے گی۔ آپ نے حضرت بریرہ کو بلا کر سوال کیا: کیا تم نے عائشہ میں کوئی قابل اعتراض بات دیکھی ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس کے سوا کوئی بات نہیں دیکھی کہ وہ نوعمر ہیں، آٹا کھلا رکھ کر سو جاتی ہیں اور گھر کی پالتو کبوتری اسے کھا جاتی ہے (بخاری، رقم ۲۶۶۱)۔

خلیفۂ اول ابوبکر کی بیعت ہو چکی تو وہ منبر پر بیٹھے اور حاضرین پر ایک نظر ڈالی۔ انھیں حضرت زبیر اور حضرت علی دکھائی نہ دیے تو انھیں بلایا اور کہا: کیا تم ملت اسلامیہ کی مخالفت کرنا چاہتے ہو؟ دونوں نے معذرت کر کے ان کی بیعت کر لی۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ایک شخص حمران نے عہد عثمانی کے گورنر کوفہ حضرت ولید بن عقبہ کے خلاف گواہی دی کہ انھوں نے فجر کی دو رکعتیں پڑھانے کے بعد (نشے کی حالت میں) لوگوں سے پوچھا: کیا اور پڑھاؤں؟ ایک اور آدمی نے شہادت دی کہ اس نے انھیں قے کرتے دیکھا ہے۔ حضرت علی نے ان پر حد جاری کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت عثمان نے انھیں ہی کوڑے لگانے کو کہا۔ انھوں نے حضرت حسن کو کہہ دیا۔ حضرت حسن نے ناراض ہو کر جواب دیا: امور خلافت میں سے مشکل (اور گرم) کام اسی کو دیں جس نے آسان (اور ٹھنڈے) کام اپنے ذمے لے رکھے ہیں۔ تب حضرت عثمان کے کہنے پر حضرت عبداللہ بن جعفر نے کوڑے لگائے، حضرت علی نے چالیس تک گنتی پوری کی (مسلم، رقم ۴۴۵۷۔ ابوداؤد، رقم ۴۴۸۰۔ احمد، رقم ۶۲۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۸۹۹۸۔ مسند ابویعلیٰ، رقم ۵۰۴)۔

حضرت علی نے حضرت محمد بن مسلمہ کو بلا کر پوچھا: تمھیں جہاد میں شامل ہونے سے کس شے نے روک رکھا ہے؟ انھوں نے کہا: آپ کے چچا زاد، (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تلوار سونپ کر فرمایا تھا: اسے اس وقت تک استعمال کرنا جب تک دشمن سے قتال کیا جائے۔ جب تو دیکھے کہ لوگ (مسلمان) ایک

دوسرے کو قتل کر رہے ہیں تو تلوار لے کر کسی چٹان پر چلے جانا اور اس پر ضرب لگا کر کے اسے توڑ دینا۔ پھر گھر سے چپکے رہنا، حتیٰ کہ فیصلہ کن موت آ جائے یا گناہ گار حاکم پکڑ لے۔ حضرت علی نے یہ ارشاد سن کر کہا: ان کو جانے دو (احمد، رقم ۱۷۹۷۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۸۳۰۴۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۵۸۶۵)۔

حضرت اسامہ بن زید مسلمانوں کی باہمی جنگ کو اچھا نہ سمجھتے تھے، اس لیے جمل و صفین کی جنگوں میں حضرت علی کے ساتھ شریک نہ ہوئے۔ بعد میں انھوں نے کسی ضرورت کے لیے اپنے غلام حرملہ کو حضرت علی کے پاس بھیجا تو انھوں نے کچھ نہ دیا، لیکن جب حرملہ حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت عبد اللہ بن جعفر کے پاس پہنچا تو انھوں نے اتنا مال لدوا دیا کہ اونٹ کے لیے اٹھانا مشکل ہو گیا (بخاری، رقم ۷۱۱۰)۔

حضرت اہبان بن صیفی (حضرت حکم بن عمرو غفاری: حاکم) صحت یاب ہوئے تو حضرت علی بصرہ میں ان کے گھر گئے اور انھیں اپنی فوج میں شامل ہو کر جنگ پر جانے کی دعوت دی۔ انھوں نے جواب دیا: میرے خلیل اور آپ کے چچا زاد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی تھی: جب مسلمانوں کے بیچ فتنہ برپا ہو جائے تو تم لکڑی کی ایک تلوار پکڑ لینا۔ میں نے یہ تلوار تھام لی ہے، اگر آپ کہتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ ہو لیتا ہوں۔ اس پر حضرت علی غصے سے لوٹ آئے اور کہا: ہمیں آپ کی نہ آپ کی تلوار کی ضرورت ہے (ترمذی، رقم ۲۲۰۳۔ ابن ماجہ، رقم ۳۹۶۰۔ احمد، رقم ۲۰۶۷۰۔ مستدرک حاکم، رقم ۵۸۶۷۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۸۴۵۷)۔ ابن حجر کہتے ہیں: اہبان صحابی نہ تھے، وہ اپنے ماموں حضرت ابوذر غفاری سے سماع کردہ روایتیں بیان کرتے ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت معاویہ کی موجودگی میں حضرت بسر بن ارطاۃ نے حضرت علی کو گالم گلوچ کی۔ حضرت عمر کے بیٹے زید بھی موجود تھے جو حضرت علی کی بیٹی ام کلثوم کے بطن سے تھے۔ انھوں نے ڈنڈا مار کر حضرت بسر کا سر پھاڑ دیا۔ حضرت معاویہ نے ان دونوں میں صلح کرائی۔

حضرت علی کا تقویٰ اور امانت

حضرت علی نے ایک بار فرمایا: میں نے مال فے سے یہ ایک پیالہ ہی لیا ہے جو ایک کسان نے مجھے ہدیہ کیا تھا۔

حضرت علی کی خادمہ حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے قرنفل (لونگ) کا ہار پڑا تھا۔ اس نے اپنی بیٹی کے لیے مانگا تو کہا: یہ مسلمانوں کا مال ہے، درہم دکھا کر لے لو یا کچھ صبر کر لو۔ ہمارے حصے میں آیا تو ہم تمھاری بیٹی کو ہبہ کر دیں گے (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۳۵۷۳)۔

ایک بار کچھ لیموں حضرت علی کی خدمت میں لائے گئے۔ حضرات حسنین اپنے لیے اٹھانے لگے تو ان کے ہاتھ سے لے لیے اور حکم دیا کہ انھیں مستحقین میں تقسیم کر دیا جائے (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۳/ ۲۸۲)۔

حضرت علی کے عہد میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ابورافع بیت المال کا خزانچی تھا۔ ایک دن انھوں نے دیکھا کہ اس کی بیٹی نے خوب بناؤ سنگھار کر رکھا ہے اور بیت المال کا ایک قیمتی موتی ٹانک رکھا ہے۔ انھوں نے غلام سے پوچھا: یہ موتی اس کے پاس کیسے آیا، خدا کی قسم، اب مجھ پر اس کا ہاتھ کاٹنا لازم ہے۔ ذرا دھمکانے پر وہ مان گیا کہ اس نے یہ بیت المال سے لیا ہے۔ حضرت علی نے موتی واپس جمع کرایا اور کہا: میری سیدہ فاطمہ سے شادی ہوئی تو میرے پاس کوئی بستر نہ تھا۔ بکرے کی ایک کھال تھی، جس پر ہم رات کو سوتے اور دن کے وقت اسی پر چارہ بنا کر اپنی اونٹنی کو کھلاتے۔

اصفہان سے مال غنیمت آیا تو حضرت علی نے اسے فوج کے سات یونٹوں کے مطابق سات حصوں میں بانٹ دیا۔ ایک روٹی تقسیم ہونے سے بچ گئی تو اس کے بھی سات ٹکڑے کر کے مال کے ساتوں حصوں پر رکھوا دیے۔ پھر قرعہ ڈالا کہ کس یونٹ کو پہلے غنیمت دی جائے (السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۲۹۸۹)۔

حضرت علی خورنق میں تھے، سخت سردی کے موسم میں ایک پھٹی ہوئی اونی چادر تھی جسے اوڑھ کر کپکپا رہے تھے۔ واقعہ بیان کرنے والے ہارون بن عنترہ نے کہا: امیر المومنین، اللہ نے اس مال میں آپ کا اور آپ کے اہل خانہ کا حصہ مقرر کر رکھا ہے۔ جواب دیا: میں تم سے کچھ نہیں لینا چاہتا، یہ چادر میں مدینہ سے لے کر آیا تھا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت علی کے مقررہ گورنر اصفہان عمرو بن سلمہ کچھ مال اور مشکیزے لائے جن میں شہد اور گھی تھا۔ ان کی صاحب زادی ام کلثوم کو پتا چلا تو ایک مشکیزہ شہد اور ایک گھی کا منگوا لیا۔ اگلے روز امیر المومنین مال غنیمت تقسیم کرنے لگے تو اپنی کی ہوئی گنتی میں سے دو مشکیزے کم پائے۔ عمرو سے پوچھا: انھوں نے پہلے تو چھپایا، لیکن حضرت علی کے اصرار پر بتا دیا۔ فوراً ام کلثوم سے مشکیزے منگوائے گئے تو ان میں کچھ گھی اور شہد کم نکلا۔ تاجروں سے استعمال شدہ شہد اور گھی کی قیمت لگوائی گئی تو تین درہم نکلی۔ حضرت علی نے ام کلثوم سے یہ رقم وصول کی تو مال غنیمت بانٹا۔

حضرت علی کا معمول تھا کہ روزانہ بیت المال خالی کر کے سوتے۔ اگر کسی مصروفیت سے ایسا نہ ہو پاتا تو علی الصبح یہ کام کرتے اور پکارتے: اے دنیا، کسی اور کو دے لے، مجھے دھوکا نہ دینا۔ ایک بار بیت المال میں موجود تمام مال مسلمانوں میں تقسیم کر کے جھاڑو لگوایا اور اس میں نوافل ادا کر کے اللہ سے امید ظاہر کی کہ یہ روز قیامت ان

کے حق میں گواہی دے گا(الاستیعاب)۔

حضرت علی اس تھیلے کے منہ پر جس میں ان کا جو کا آٹا ہوتا، مہر لگا دیتے اور کہتے: میں چاہتا ہوں کہ میرے پیٹ میں وہی جائے جس کا مجھے علم ہو۔

کار خویش بدست خویش

حضرت علی نے ایک درہم کی کھجوریں خرید کر کپڑے میں لپیٹ لیں۔ لوگوں نے کہا: ہم اٹھا لیتے ہیں تو کہا: کنبے کا سربراہ اسے اٹھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے (الادب المفرد، بخاری: باب الکبر)۔

وادی الفرع میں موجود حضرت فاطمہ کے چشمے اور نخلستان کی نگہداشت حضرت علی خود کرتے تھے۔ نجاشی کے بیٹے ابو نیزر کے نام سے موسوم چشمہ حضرت علی نے خود کھودا۔

رعایا کے قضیوں کا حل

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ایک بار حضرت علی قبیلہ ہمدان گئے اور دو گروہوں کو باہم دست و گریباں دیکھا۔ وہ ان کے بیچ گھس گئے اور انھیں الگ الگ کر دیا۔ ایک آدمی نے مدد کے لیے پکارا اور بتایا کہ میں نے اس شخص کو کپڑا فروخت کیا ہے۔ اس نے دام میں کٹے ہوئے، کھوٹے درہم دے دیے۔ میں نے تبدیل کرنے کو کہا تو مجھے طمانچہ مار دیا۔ حضرت علی نے اس کے دعوے پر گواہی لی اور قصاص لینے کو کہا۔ اس نے معاف کر دیا تو نو کوڑے مارنے کے بعد کہا: یہ سلطان کی طرف سے سزا ہے۔ اس طرح کی دوسری روایت میں کپڑے کی جگہ بکری کے سودے کا ذکر ہے۔

مطالعۂ مزید: الجامع المسند الصحیح (بخاری، شرکۃ دار الارقم)، المسند الصحیح المختصر (مسلم: صالح بن عبدالعزیز)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، تاریخ اسلام (شاہ معین الدین)، تاریخ اسلام (اکبر شاہ نجیب آبادی)، سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ (البانی)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ جات: محمد حمید اللہ، مرتضیٰ حسین فاضل)، سیرت علی المرتضیٰ (محمد نافع)۔

[باقی]